

سُورَةُ الْمُلْكِ

سُورَةُ الْمُلْكِ ۷۷ مکی	بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	اِنَّا نُنَادِيكَ وَكُنَّا نَسْتَدْعِيكَ
سورہ ملک مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے	تیس آیتیں ہیں اور دو رکوع۔
تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ① الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ	بڑی برکت ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں ہے راج اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے و جس نے بنایا مرنا اور جینا	
لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ② وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ③ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ④	تا کہ تم کو جانچے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام و اور وہ زبردست ہے بخشنے والا و جس نے بنائے سات آسمان تہہ پر تہہ و	
مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوُّتٍ ⑤ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ⑥ ثُمَّ ارْجِعِ	کیا دیکھتا ہے تو رحمن کے بنانے میں کچھ فرق و پھر دوبارہ نگاہ کر کہیں نظر آتی ہے تجھ کو ڈرائے و پھر لوٹا کر	
الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبُ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ⑦ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا	نگاہ کر دو دو بار لوٹ آئیگی تیرے پاس تیری نگاہ رہو کر تھک کر و اور ہم نے رونق دی سب سوراخ آسمان کو	
بِمَصَابِيحٍ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ ⑧ وَاعْتَدْنَا لَهُمُ عَذَابَ السَّعِيرِ ⑨ وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا	چراغوں سے و اور ان کو رکھی ہے ہم نے چھینک مار شیطانوں کو واسطوں اور رکھا ہے انکے واسطے عذاب دہکتی آگ کا و اور جو لوگ منکر ہوئے اپنے	
بِذُرِّيَّتِهِمْ عَذَابَ جَهَنَّمَ ⑩ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ⑪	رب سے انکے واسطے ہے عذاب دوزخ کا اور بُری جگہ جا پہنچے و	

(۱) یعنی سب ملک اس کا ہے اور نہ اس کا اختیار ساری سلطنت میں چلتا ہے۔

(۲) موت و حیات جانچنے کے لیے ہیں | یعنی مرنے جینے کا سلسلہ اُسی نے قائم کیا ہم پہلے کچھ نہ تھے اُسے موت ہی سمجھا پھر پیدا کیا، اس کے بعد موت بھیجی، پھر مرے پیچھے زندہ کر دیا، کما قال ”وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاحْيَاكُمْ ثُمَّ مُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُونَ“۔
دفعہ رکوع ۳ موت و حیات کا یہ سارا سلسلہ اس لیے ہے کہ تمہارے اعمال کی جانچ کرے کہ کون بُرے کام کرتا ہے کون اچھے، اور کون اچھے سے اچھے۔ پہلی زندگی میں یہ امتحان ہوا اور دوسری زندگی میں اُس کا مکمل نتیجہ دکھلا دیا گیا۔ فرض کرو اگر پہلی زندگی نہ ہوتی تو عمل کون کرتا، اور موت نہ آتی تو لوگ مبداء و منتہی سر غافل اور بے فکر ہو کر عمل چھوڑ بیٹھتے اور دوبارہ زندہ نہ کیے جاتے تو سب بے کادہ کہاں ملتا۔

(۳) یعنی زبردست ہے جس کی پکڑ سے کوئی نہیں نکل سکتا اور بخشنے والا بھی بہت بڑا ہے۔

(۴) اوپر نیچے سات آسمان | حدیث میں آیا کہ ایک آسمان کے اوپر دوسرا آسمان، دوسرے پر تیسرا اسی طرح سات آسمان

اوپر نیچے ہیں۔ اور ہر ایک آسمان سے دوسرے تک پانسو برس کی مسافت ہے۔ نصوص میں یہ تصریح نہیں کی گئی کہ اوپر جو نیلگوئی چیز ہم کو نظر آتی ہے وہ ہی آسمان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ساتوں آسمان اس کے اوپر ہوں اور یہ نیلگوئی چیز آسمان کی چھت گیری کا کام دیتی ہو۔

(۵) اللہ کی تخلیق میں حکمت و بصیرت | یعنی قدرت نے اپنے انتظام اور کاریگری میں کہیں فرق نہیں کیا۔ ہر چیز میں انسان سے لے کر حیوانات، نباتات، عناصر، اجرام علویہ، سبع سماوات، اور نیرات تک یکساں کاریگری دکھائی ہے۔ یہ نہیں کہ بعض اشیاء کو حکمت و بصیرت سے اور بعض کو دیونہی کیف مالتفق بے تکایا بیکار و فضول بنادیا ہو (العیاذ باللہ) اور جہاں کسی کو ایسا وہم گزرے، سمجھو اس کی عقل و نظر کا قصور ہے۔

(۶) نظام کائنات میں کوئی کمزوری نہیں | یعنی ساری کائنات نیچے سے اوپر تک ایک قانون اور مضبوط نظام میں جکڑی ہوئی ہے اور کڑی سے کڑی ملی ہوئی ہے، کہیں درزیادہ ڈر نہیں۔ نہ کسی صنعت میں کسی طرح کا اختلال پایا جاتا ہے۔ ہر چیز ویسی ہے جیسا اسے ہونا چاہیے۔ اور اگر یہ آیتیں صرف آسمان سے متعلق ہیں تو مطلب یہ ہو گا کہ اے مخاطب! اوپر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ کہیں اونچ نیچ یا درزیادہ رشکاف نہیں پایا۔ بلکہ ایک صاف، ہموار، متصل، مربوط اور منظم چیز نظر آئیگی جس میں باوجود دروزخ ہو اور تطاول ازمان کراچ تک کوئی فرق اور تفاوت نہیں آیا۔ (۷) تمہاری نگاہیں تھک جائیں گی | یعنی ممکن ہے ایک ادھ مرتبہ دیکھنے میں نگاہ خطا کر جائے، اس لیے پوری کوشش سے بار بار دیکھ کہیں کوئی رخنہ تو دکھائی نہیں دیتا خوب غور و فکر اور نظر ثانی کر کہ قدرت کے انتظام میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ تو نہیں۔ یاد رکھ! تیری نگاہ تھک جائیگی اور ذلیل و درماندہ ہو کر واپس آجائیگی۔ لیکن خدائی مصنوعات و انتظامات میں کوئی عیب و قصور نہ نکال سکیگی۔

(۸) یعنی آسمان کی طرف دیکھو ارات کے وقت ستاروں کی جگمگاہٹ سے کسی رونق و شان معلوم ہوتی ہے۔ یہ قدرتی چراغ ہیں جن سے دنیا کے بہت سے منافع وابستہ ہیں۔

(۹) یہ مضمون سورہ ”حجر“ وغیرہ میں کئی جگہ بہت تفصیل سے گزر چکا ہے۔

(۱۰) یعنی دنیا میں تو شہاب پھینکے جاتے ہیں اور آخرت میں ان کے لئے دوزخ کی آگ تیار ہے۔

(۱۱) یعنی کافروں کا ٹھکانا بھی شیاطین کے ساتھ اسی دوزخ میں ہے۔

اِذَا الْقَوَا فِيهَا سَبْعُوَ الْهَاشِيقَا وَ هِيَ تَفُوْرُ ۝ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ الْغَيْظِ كُلَّمَا اَلْقَى فِيهَا

جب اُس میں ڈالے جائیں گے سینکے اُس کا دھاڑنا اور وہ اُچھل رہی ہوگی ایسا لگتا ہے کہ پھٹ پڑیگی جوش سے ۱۲ جس وقت پڑے اُس میں ایک

فَوْجٌ سَالَهُمْ خَزَنَتُهَا اَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝ قَالُوا بَلٰی قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ ۚ فَكَذَّبْنَاوْ

گروہ پوچھیں اُن سے دوزخ کا وارو غ کیا نہ پہنچا تھا تمہارے پاس کوئی ڈر سنائیوالا ۱۳ وہ بولیں کیوں نہیں ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنائیوالا پھر ہم نے جھٹلایا اور

قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝ ۱۴ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ

کہا نہیں اتاری اللہ نے کوئی چیز تم تو پڑے ہوئے ہو بڑے بہکاوے میں ۱۵ اور کہیں گے اگر ہم ہوتے سنتے یا

نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ ۱۶ فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ۚ فَسُحِقًا لِاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ ۱۷

سمجھتے تو نہ ہوتے دوزخ والوں میں ۱۸ سو قائل ہو گئے اپنے گناہ کے اب دفع ہو جائیں دوزخ والے ۱۹

(۱۲) دوزخ کی سخت آواز | یعنی اُس وقت دوزخ کی آواز سخت کر رہی اور خوفناک ہوگی اور بے انتہا جوش و اشتعال سے ایسا معلوم ہو گا گویا غصہ

میں اگر مچھلی پڑتی ہے (اعاذنا اللہ منها بلطفہ و رحمہ)

(۱۳) دوزخ کے فرشتوں کا سوال یہ پوچھنا اور زیادہ ذلیل و مجرب کرنے کے لیے ہوگا یعنی تم جو اس مُصیبت میں آکر پھنسے ہو، کیا کسی نے تم کو متنبہ نہ کیا؟ اور ڈرایا نہ تھا کہ اس راستے سے مت چلو ورنہ سیدھے دوزخ میں گرو گے جہاں ایسے ایسے عذاب ہونگے۔

(۱۴) اہل جہنم کا جواب یعنی کھسیانے ہو کر حسرت و ندامت سے جواب دینگے کہ بیشک ڈرانے والے آئے تھے، مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی برابر جھٹلایا کیے کہ تم سب غلط کہتے ہو۔ نہ اللہ نے تم کو بھیجا نہ تم پر وحی اتاری بلکہ تم عقل و فہم کے راستے سے بہک کر بڑی سخت گمراہی میں جا پڑے ہو۔

(۱۵) کفار کی حسرت و ندامت یعنی کیا خبر تھی کہ یہ ڈرانے والے ہی سچے نکلیں گے۔ اگر ہم اُس وقت کسی ناصح کی بات سنتے یا عقل سے کام لے کر معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو آج دوزخیوں کے زمرہ میں کیوں شامل ہوتے اور تم کو یہ طعن دینے کا موقع کیوں ملتا۔

(۱۶) اب اقرار گناہ سے کوئی فائدہ نہیں یعنی خود اقرار کر لیا کہ بیشک ہم مجرم ہیں۔ یوں ہی بقصور ہم کو دوزخ میں نہیں ڈالا جارا لیکن اس ناوقت کے اقرار و اعتراف سے کچھ فائدہ نہ ہوگا فسحقاً لا صحاب السعیر اب دفع ہو جائیں دوزخ والے ان کیلئے جو رحمت میں کہیں ٹھکانا نہیں

لَا الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ ۱۷ ۖ وَأَسِرُوا قَوْلَكُمْ أَوْ

جو لوگ ڈرتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے مک انکے لیے معافی ہے اور ثواب بڑا اور تم چپا کر کہو اپنی بات یا

اجْهَرُوا بِهِ ۖ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ ۱۸ ۖ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ ۱۹

کھول کر وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید ۱۸ بھلا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہر بھید جاننے والا خبردار ۱۹

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ

وہی ہے جس نے کیا تمہارے آگے زمین کو پست اب چلو پھرو اس کے کندھوں پر اور کھاؤ کچھ اُس کی دی ہوئی روزی اور اسی کی طرف

التَّشُورُ ۝ ۲۰ ۖ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝ ۲۱ ۖ أَمْ

جی اٹھنا ہو؟ کیا تم نڈر ہو گئے اُس کو جو آسمان میں ہے اس کو کہ دھندلے تم کو زمین میں پھر تبھی وہ لرزے لگے ۲۰ یا نڈر ہو

أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ ۝ ۲۲ ۖ وَلَقَدْ

لگتے ہو اُس کو جو آسمان پر اس بات سے کہ برساتے تم پر پریشہ پتھروں کا ۲۱ سو جان لو گے کیا ہے میرا ڈرنا؟ ۲۲ اور جھٹلا

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرٌ ۝ ۲۳ ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفْتٍ وَ

چکے ہیں جو ان کو پہلے تھے پھر کیا ہوا میرا نکارنا؟ ۲۳ اور کیا نہیں دیکھتے ہوائی جانوروں کو اپنے اوپر پر کھولے ہوئے اور

يَقْبِضْنَ ۖ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ ۖ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝ ۲۴

پر جھپکتے ہوئے ان کو کوئی نہیں تھام رہا رحمان کے سوائے اُس کی نگاہ میں ہر چیز ۲۴

(۲۱) اللہ سے ڈرنے والے یعنی اللہ کو دیکھا نہیں، مگر اس پر اور اُس کی صفات پر پورا یقین رکھتے ہیں اور اُس کی عظمت و جلال کے

تصور سے لرزتے اور اُس کے عذاب کا خیال کر کے تھرتھراتے ہیں۔ یا بالغیب کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مجمع سے الگ ہو کر خلوت و عزلت لے دھمکانا سے عذاب۔

میں اپنے رب کو یاد کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

(۱۸) یعنی گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں میں اور سینوں میں جو خیالات گزرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے غرض وہ تم سے غائب ہے، پر تم اس سے غائب نہیں۔

(۱۹) اللہ لطیف وخبیر یعنی تمہارے افعال و اقوال ہر چیز کا خالق و مختار وہ ہے اور خالق و مختار جس چیز کو پیدا کرے ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اسے حاصل ہو، ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں، پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ جس نے بنایا وہ ہی نہ جانے۔

(۲۰) یعنی زمین کو تمہارے سامنے کیسا پست و ذلیل اور مسخر و منقاد کر دیا کہ جو چاہو اس میں تصرف کرو تو چاہئے کہ اس پر اور اس کے پہاڑوں پر چلو، پھرو اور روزی کھاؤ، مگر اتنا یا در کھو کہ جس نے روزی دی ہے اسی کی طرف پھر لوٹ کر جانا ہے۔

(۲۱) اللہ کی ذلیل و مغرور ہو پہلے انعامات یا دلائل تھے۔ اب شانِ قہر و انتقام یاد دلا کر ڈرانا مقصود ہے۔ یعنی زمین بیشک تمہارے لیے مسخر کر دی گئی۔ مگر یاد رہے اس پر حکومت اسی آسمان والے کی وہ اگر چاہے تو تم کو زمین میں دھنسا دے، اس وقت زمین بھونچال سرزد کرنے لگے اور تم اس کے اندر اترتے چلے جاؤ۔ لہذا آدمی کو جائز نہیں کہ اس مالکِ مختار سے شراکتیں شروع کر دے اور اس کے اندر ڈھیل دینے پر مغرور ہو جائے۔

(۲۲) اللہ کا عذاب کسی وقت بھی آسکتا ہے یعنی بیشک زمین پر چلو پھرو اور روزی کھاؤ، لیکن خدا کو نہ بھولو۔ ورنہ وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر ایک سخت آندھی بھیج دے یا پتھروں کا بینہ برسا دے۔ پھر تم کیا کرو گے، ساری دوسرے صوبے یوں ہی رکھی رہ جائے گی۔ (۲۳) یعنی جس عذاب سے ڈرایا جاتا تھا وہ کیسا تباہ کن اور ہولناک ہے۔

(۲۴) پچھلے لوگوں سے عبرت حاصل کرو یعنی "عاد" و "ثمود" وغیرہ کے ساتھ جو معاملہ ہو چکا ہے اس سے عبرت پکڑو۔ دیکھ لو ان کی حرکت پر ہم نے انکار کیا تھا تو وہ انکار کیسے عذاب کی صورت میں ظاہر ہو کر رہا۔

(۲۵) جن پرندوں کو ہوا میں تھا مٹا ہے پہلے آسمان وزمین کا ذکر ہوا تھا۔ یہاں درمیان کی چیز کا ذکر ہے یعنی خدا کی قدرت دیکھو پرندے زمین و آسمان کے درمیان کبھی پر کھول کر اور کبھی بازو سمیٹے ہوئے کس طرح اڑتے رہتے ہیں۔ اور باوجود جسمِ ثقیل مائل الی مرکز ہونے کے نیچے نہیں گر پڑتے نہ زمین کی قوتِ جاذبہ اس ذرا سے پرندے کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ بتلاؤ رحمان کے سوا کس کا ہاتھ ہے جس نے انہیں سے فضاء میں تمام رکھا ہے۔ بیشک رحمان نے اپنی رحمت و حکمت سے ان کی ساخت ایسی بنائی اور اس میں وہ قوت رکھی جس سے وہ بے تکلف ہوا میں گھنٹوں ٹھہر سکیں۔ وہ ہی ہر چیز کی استعداد کو جانتا اور تمام مخلوق کو اپنی نگاہ میں رکھتا ہے شاید پرندوں کی مثال بیان کرنے سے یہاں اس طرف بھی اشارہ ہو کہ اللہ آسمان سے عذاب بھیجنے پر قادر ہے اور کفار اپنے کفر و شرارت سے اس کے مستحق بھی ہیں لیکن جس طرح رحمان کی رحمت نے پرندوں کو ہوا میں روک رکھا ہے، عذاب بھی اسی کی رحمت سے رکا ہوا ہے۔

أَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۝۲۵

بھلا وہ کون ہے جو فوج ہو تمہاری مدد کرے تمہاری رحمن کے سوائے منکر ہڑے ہیں بُرے بہکائے ہیں ۲۵

أَمَّنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ بَلْ لَّجُوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۝۲۶

بھلا وہ کون ہے جو روزی دے تم کو اگر وہ رکھ چھوڑے اپنی روزی کوئی نہیں پراڑ ہے ہیں شرارت اور بدکنے پر ۲۶ بھلا ایک جو چلے

لے دھوکہ میں۔ نہ روک لیوے۔

مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمْنًا يَشِيءُ سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي

اوندھا اپنے منہ کے بل وہ سیدھی راہ پائے یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر ﴿۲۲﴾ تو کہہ وہی ہے جس نے تم

أَنْتَا كُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ

کو بنا کھڑا کیا اور بنا دیے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل تم بہت تصورِ حق مانتے ہو ﴿۲۳﴾ تو کہہ وہی ہے جس نے کھنڈ ادا تم

فِي الْأَرْضِ وَالْيَه تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ إِنَّمَا

کو زمین میں اور اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے ﴿۲۴﴾ اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ﴿۲۵﴾ تو کہہ خبر تو

الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿٢٦﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَذَا

ہے البتہ ہی کے پاس اور میرا کام تو یہی دُرُسنا دینا ہر کھول کر ﴿۲۶﴾ پھر جب دیکھیں گے کہ وہ پاس آگیا تو بگڑ جائیں گے گنہگاروں کے اور کہیں گے یہی ہر

الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ﴿٢٧﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَهْلَكْنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ

جس کو تم مانگتے تھے ﴿۲۷﴾ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہلاک کر دے اللہ اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے پھر وہ کون بڑھو

الْكٰفِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اَمْكَايَهُ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي

بھائے منکروں کو عذاب درزناک کر ﴿۲۸﴾ تو کہہ وہی رحمن ہے جس نے اُس کو مانا اور اُسی پر بھروسہ کیا ﴿۲۸﴾ سو اب تم جان لو گے کون پڑا ہے صریح

ضَلِيلٌ مُبِينٌ ﴿٢٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمِنْ يَأْتِيكُمْ بِمَآءٍ مَّعِينٍ ﴿٣٠﴾

بھکائے میں ﴿۲۹﴾ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہو جائے صبح کو پانی تمہارا خشک پھر کون ہو جو لائے تمہارے پاس پانی نسیجہ ﴿۳۰﴾

(۲۶) رحمن کے سوا منکروں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا یعنی منکر سخت دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے باطل

معبودوں اور فرضی دیوتاؤں کی فوج ان کو اللہ کے عذاب اور آنے والی آفت سے بچا لے گی؟ خوب سمجھو! رحمان سے الگ ہو کر کوئی مدد کو نہ پہنچے گا۔

(۲۷) یعنی اللہ اگر روزی کے سلمان بند کرے تو کس کی طاقت ہے جو تم پر روزی کا دروازہ کھول دے؟

(۲۸) یعنی دل میں یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ اللہ سے الگ ہو کر نہ کوئی نقصان کو روک سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے۔ مگر محض شرارت اور

سرکشی ہے کہ توحید و اسلام کی طرف... آتے ہوئے بد کہتے ہیں۔

(۲۹) موحدا اور مشرک کی مثال یعنی ظاہری کامیابی کی راہ طے کر کے وہی مقصد اصلی تک پہنچے گا جو سیدھے راستہ پر آدمیوں کی طرح سیدھا

کر چلے۔ جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہو کر منہ کے بل چلتا ہو اُس کے منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ یہ مثال ایک موحدا اور

ایک مشرک کی ہوئی محشر میں بھی دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہوگا۔

(۳۰) یعنی اللہ نے سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں، اور سمجھنے کے لیے دل دیے تھے کہ اُس کا حق مان کر ان قوتوں کو ٹھیک مصرف

میں لگاتے اور اُس کی طاعت و فرمانبرداری میں خرچ کرتے مگر ایسے شکر گزار بندے بہت کم ہیں۔ کافروں کو دیکھ لو کہ ان نعمتوں کا کیسا حق ادا

کیا؟ اُس کی دی ہوئی قوتیں اسی کے مقابلہ میں استعمال کیں۔

(۳۱) یعنی ابتداء بھی اُس سے ہوئی انتہا بھی اسی پر ہوگی، جہاں سے آئے تھے وہیں جانا ہے۔ چاہیے تھا کہ اُس سے ایک دم غافل نہ ہوتے

تہ بکھرے میں تو یہی دُرُسنا نہ والا ہوں تہ بھرے تہ شفاف۔

اور ہر وقت اس کی فکر رکھتے کہ مالک کے سامنے خالی ہاتھ نہ جائیں مگر ایسے بندے بہت تھوڑے ہیں۔

(۳۲) یعنی اکٹھے کب کیے جائیں گے؟ اور قیامت کب آئیگی اُسے جلدی بلاو۔

(۳۳) قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے | یعنی وقت کی تعیین میں نہیں کر سکتا۔ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ البتہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے اس سے آگاہ کر دینا اور خوفناک مستقبل سے ڈرا دینا میرا فرض تھا۔ وہ میں ادا کر چکا۔

(۳۴) یعنی اب تو جلدی مچا رہے ہیں لیکن جس وقت وہ وعدہ قریب آ لگیا، بڑے بڑے سرکشوں کے منہ بگڑ جائیں گے اور چہروں پر ہواٹیاں اُڑنے لگیں گی۔

(۳۵) کفار تمنا کرتے تھے کہ ہمیں جلد مر کر ان کا قصہ ختم ہو جائے (العیاذ باللہ) اس کا جواب دیا کہ فرض کرو تمہارے زعم کے موافق میں اور میرے ساتھی دنیا میں سب ہلاک کر دیے جائیں یا ہمارے عقیدہ کے موافق مجھ کو اور میرے رفقاء کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کامیاب و بامراد کرے۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی ہو، مگر تم کو اُس سے کیا فائدہ ہے۔ ہمارا انجام دنیا میں جو کچھ ہو، بہر حال آخرت میں بہتری ہے کہ اُس کے راستہ میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ لیکن تم اپنی فکر کرو کہ اس کفر و سرکشی پر جو دردناک عذاب آنا یقینی ہے، اُس سے کون بچائے گا۔ ہمارا اندیشہ چھوڑ دو، اپنی فکر کرو، کیونکہ کافر کسی طرح بھی خدائی عذاب سے نہیں چھوٹ سکتا۔

(۳۶) حُسن پر ایمان اور بھروسہ | یعنی جب ہمارا ایمان اُس پر ہے تو ایمان کی بدولت نجات یقینی ہے۔ اور جب ہم صحیح معنی میں اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں تو مقاصد میں کامیابی یقینی ہے۔ ”وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ“ اِنَّ اللّٰهَ بِاَلْمُرَادِّۙ۔ تم میں دونوں چیزیں نہیں، نہ ایمان، نہ توکل، پھر تم کیسے بے فکر ہو؟

(۳۷) یعنی ہم جیسا کہ تمہارا گمان ہے یا تم جیسا کہ ہمارا عقیدہ ہے۔

(۳۸) اللہ کے سوا پانی کون لا سکتا ہے؟ | یعنی زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اُسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ ایک پانی ہی کو لے لو، جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر فرض کرو اچٹموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسم گرما میں پیش آجاتا ہے تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقا کے لیے کافی ہو۔ لہذا ایک مومن متوکل کو اُسی خالق اکمل مالک علی الاطلاق پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ یہیں سے یہ بھی سمجھ لو کہ جب ہدایت کے سبب چشمے خشک ہو چکے اس وقت ہدایت و معرفت کا خشک نہ ہونے والا چشمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں جاری کر دینا بھی اُسی رحمان مطلق کا کام ہو سکتا ہے جس نے اپنے فضل و انعام سے تمام جانداروں کی ظاہری و باطنی زندگی کے سامان پیدا کیے ہیں اگر فرض محال یہ چشمہ خشک ہو جائے۔ جیسا کہ اشیاء کی تمنا ہے، تو کون ہے جو مخلوق کے لیے ایسا پاک و صاف پتھر پانی مہیا کر سکے۔

تم سورۃ الملک و اللہ الحمد والمنة

